الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن

بفضل خالق سموات و ارضین با کمال رنگینی رساله مشتمل بر تحقیق طبقات زمین نافعه بهر عام و خاص مسمی

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

از تصنیفات بحر علوم المعقول حبر فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکهنوی ادام فیضه العلی

بمطبع علوی محمد علی بخش خان لکهنو باهتمام [illegible] طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن طبقات والصلوۃ علی خاتم الانبیاء افضل المخلوقات وعلی آلہ وصحبہ ذوی الآیات البینات
امابعد کہتا ہی فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکہنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ جنۃ النعیم کہ عرصہ
دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علماء زمان کے منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط و دوسرے
طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت نے اوسکی بیان معنی مین تحریف ہوئی لگی
نوبت یہانتک پہونچی کہ صدہا کفر طرفین سے وطنی اور یہ طریقہ مستمرہ علماء زمان کا ہی کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتی ہین اگرچہ
مسئلہ لائق تفسیق نہو اوسمین ایک دوسرے پر آوازہ کفر کستا ہی جتماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہی اوقبل اسکے
فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تہی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیاء ومخلوقات و وغیرہ ونفی مماثلت محمدیہ کے تقریر کی تہی بالفعل ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس فی اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکو دیکہنے سے کمال تعجب
ہوا اوسکی مولف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علماء ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنی لگی ورنہ یہ نہ سمجہی کہ یا
خود دلیل پر عایہ ہی تحریر حضرت والا ہی یہ سراہی بنظر احقاق حق کے اوسکی جواب مین ایک رسالہ لکہتا ہون اور اوسکا نام دافع الوسواس
فی اثر ابن عباس رکہتا ہون اور ولا اوس وجوہ کا جو ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات
قائم کین ہین دفع کیا جاتا ہی پس از ان حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہی اور اثنا کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال
ہوتا ہی اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المبطلون وابطال باطل ولو کرہ المفسدون
ناظرین با انصاف سے امید ہی کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر ذہن رسا مین مخدوش معلوم ہو اسکو مجہسے استفسار کرین
نہ جیساکہ شان جہلا کی ہی کہ جسکی تحریر اپنی خلاف دیکہتے ہین بغیر سمجہے بوجہے رد لکہنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت
پردۂ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتماد ومنہ التوفیق الی طریق السداد
تمہید جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہی حدیث اوسکی معتمد ہی وقفا اوسکا صوری ہی حقیقت مین مرفوع حکمی ہی شذوذ وغیرہ
واجمال وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور
معنی حقیقی کو چہوڑکر معنی مجازی لینی کی حاجت نہین ظاہر معنی پر حمل کرنے مین کسیطرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے
ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہونیکا کامل ہی قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین
اور ہر طبقہ اوسکی ایک کرہ ہی اور ان طبقات مین کوئی مخلوق نہین مردود باطل ہی تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح وارد
نہین علما کا اسمین اختلاف ہی بعضون نے مثل خفاجی کے حواشی تفسیر بیضاوی مین وسید شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ان طبقات کے

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جلشانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حاجی شبلی و زرقانی و قسطلانی وغیرہ کے بمقتضاے
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب مبادی الدہور وغیرہ کے ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی و محلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے جو مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اسکا مدعی ہو قول اسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
و جاہل ہے بوجہ کے اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات و اکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکے سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ و نقلیہ لاتناہی سلسلے کے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھہ تشبیہ دیا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھہ تشبیہ کیا گیا بنا برعلیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا مستنکر
نہین اور اونکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ بر تقدیر وجود انبیا طبقات تحتانیہ مین اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسرے یہ کہ
ہمعصر ہوے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہہ نہین اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھہ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین ایک نبی کی رسالت ہو
اور ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اواخر انبیا طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بنسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بنسبت اپنے
اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین آیہ لیکون للعالمین نذیرا و حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کے کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی ایک مکان کے ساتھہ مقید نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ مراد
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی قول باطل بلا دلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھہ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دیسکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد عقل سے تخصیص پر جرأت نہین کرسکتے ہین
اور علماے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہوسکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت محمدیہ حقیقی ہے شامل ہر خاص و
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کو صحیح و معتبر سمجھنا چاہیے اور جسقدر اوسکا ظاہر ثابت ہے بغیر چون چرا کے اسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول وجود امثال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت محمدیہ کو بلا دلیل باطل تصور کرنا چاہیے نہ کہ حدیث کو باطل ٹھہراوین جیسا ابن اتالیق نے
کیا الخ نہ یہ کہ اوس سے امثال محمدیہ ثابت کرین یا تخصیص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص سمجھین جیسا کہ [illegible]
خلاصہ میری سمجھ کا یہی ہے اور مجمل اعتقاد یہی ہے اور تفصیل اسکی ان رسائل سے جو اسکی ماخذ ہین منکشف ہوتی ہے باطل کو [illegible]

[illegible]

اثر ابن عباس صحاح ستہ میں مذکور نہیں ہی اسوجہ سے اسکی صحت پر اعتماد کلی نہیں ہی **اقول** حدیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ
میں نہیں ہی اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہیں ہی بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہووے اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت
یا حسن کا حکم دیوے تو اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر میں لکھتے ہیں لم یستوعب البخاری و مسلم فی کتابیہما
کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح و ترکت من الصحاح لحال الطول و قال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعتہ ھھنا انما
وضعت ما اجمعوا علیہ ثم قیل لم یفتہما الا قلیل و قیل بل فاتہما کثیر منہ و انما لم یفت الاصول الخمسۃ منہ الا قلیل و ھذا اصح و نعنی بالاصول الخمسۃ
کتاب البخاری و مسلم و ابی داود و الترمذی و النسائی و یعرف الزائد علیہما بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدۃ لا بمجرد وجودہ فیہما
الا اذا اشترط مولفہا الصحیح ککتاب ابن خزیمۃ و ابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام میں جو مشہور ہی کہ جو حدیث صحیح ہی وہ صحاح ستہ
میں موجود ہی محض غلط ہی بلکہ مدار صحت وجود اسناد صحت ہی خواہ صحاح ستہ میں ہو یا غیر صحاح ستہ میں ہو **قال البعض**
تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہی اکثر پر اعتماد کلی نہیں ہی اور سند اوسکی مخدوش مقدوح ہی پس یہ قول ابن عباس کا جو تفسیر آیت
ومن الارض مثلہن میں واقع ہی غیر معتبر ہی **اقول** تفسیر ابن عباس کے جمیع طرق مقدوح نہیں بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی
وغیرہ کے جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں تفصیل کر دیا ہی اور ما نحن فیہ میں سند قوی ہی اور ارباب تصحیح نے
اوسکی تصحیح کی ہی پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہی **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سے ہی اور خبر آحاد باب اعتقادات میں مقبول
نہیں **اقول** اگر مراد یہ ہی کہ خبر آحاد مفید یقین نہیں ہی تو درست ہی لیکن کچھ ضرر نہیں اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات
تحتانیہ میں بشہادت اس اثر کی بطور قطع و یقین کے نہیں کیا جاتا ہی یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے
اور ہمکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کی ساتھ ضروری ہی تفصیل انبیاء میں یقین ضرور نہیں اس باب میں ظن کافی ہی بلکہ منکر نفس طبقات
بھی کافر نہیں ہی جیسا کہ خفاجی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں قولہ فی العدد اشارۃ الی الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلۃ ھو المعروف
فی الاحادیث الصحیحۃ و قیل ہی الاقالیم السبعۃ و لیست ھذہ المسئلۃ من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرہا او تردد فیہا والذی نعتقدہ انہا طبقات
سبع لہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور اگر مراد یہ ہی کہ خبر آحاد کا باب اعتقادات میں مطلقا اعتبار نہیں تو محض غلط ہی اور نظیر اسکی اختلاف
علماء ہی نبوت لقمان و ذو القرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ میں کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کیے ہیں اور بعض نے انکار کیا
لیکن کسی نے دلائل ظنیہ مطلقا مفید باب نبوت میں نہو تے علماء منکرین کیونکر ادعا کرینگے دلائل ظنیہ پیش کرکے **قال البعض** اثر ابن عباس کے راوی مجہول ہیں
یا شاذ ہی اسوجہ سے اس پر اعتماد نہیں ہو سکتا ہی **اقول** اسکے تخریج کی دو طریق معتمد و مستند میں ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی
عن ابن عباس بیہقی اور حاکم وغیرہ نے اس طریق سے اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری میں بیہقی کی قول کو نقل کرکے
سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبۃ الاسئلۃ میں لکھتے ہیں السؤال الخامس و السادس و الاربعون ھل الارض سبع طبقات
کالسماء و ھل فیہن خلق اللہ الجواب قال اللہ تعالی و من الارض مثلہن قال فی آیۃ اخری الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا
فافاد ان طباقا فی الآیۃ الاولی مراد و ان لم یذکر فتکون المثلیۃ فی الارض کذلک قال ابن حجر و یدل لہ ما رواہ ابن جریر عن
ابن عباس فی و من الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابراہیم نحو ما علی الارض ہکذا اخرجہ مختصرا و اسنادہ صحیح اخرجہ الحاکم و البیہقی مطولا

وادلہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم قال البیہقی اسنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بھی درمنثور مین بیہقی کی تصحیح کو نقل کرکے سکوت کیا عبارت اونکی یہ ہی اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس سبع ارضین
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہت اور مستدرک حاکم مین یہ ہی حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدر الدین شبلی آکام المرجان مین بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہین قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کرکے
حکم صحت کا دیا عبارت اونکی یہ ہی حدثنا عبید اسد حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بھی اونکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتی ہین قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہرگاہ بتصریح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہوگئی اسکی قابل استناد ہونے مین کیا گفتگو ہی قال البعض
منجملہ رواۃ اثر کی عطاء بن السائب ہین اور اونکو محدثین نے مختلطین سے شمار کیا ہی اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہین اقول محدثین کی نزدیک قاعدہ مقرر ہی کہ جو شیخ مختلط ہوجاوے بسبب کبر سن وغیرہ کی اور اسکی عقل مین فتور
واقع ہوجاوے اسکی تلامذہ کی روایتین جنہون نے حالت اختلاط مین تلمذ کیا ہو مقبول نہین اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط کے
ہون اونکی روایتین مقبول ہین جیسا کہ شرح الفیہ وغیرہ مین بشرح وبسط مذکور ہی اور یہان جنہین عطاء سے راوی شریک
ہی اور وہ عطاء کے تلامذہ متقدمین سے ہی پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب مین
لکھتے ہین عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ رجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء روی
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جیاد انتہی اور تہذیب مین ہی من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد انتہی اگرچہ
شبہ ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہی کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کی ہین مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہی قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ قول
یحیی کا حسب اونکی تتبع کے ہی اور سوا اونکی اور محدثین نے تلامذہ عطاء کو لکھتے ہین کہ اونہون نے قبل حالت اختلاط کی روایت کی مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب وغیرہ
کی ہی اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین سے نہین تو بھی کچھ ضرر نہین اسوجہ سے کہ شاہد اس طریق کی
سند ابن جریر وغیرہ کی موجود ہی اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہوجاتی ہی قال البعض

جوامع میں نقل کیا ہی اما النقل عن ابن عباس ان فی کل ارض الخ فهو من روایة الواقدی الکذاب الوضاع للحدیث انتهی **اقول** طرق اس
حدیث کی جو ابن حجر وشبلی وغیرہ نے نقل کیے ہیں انمیں کہیں واقدی کا نشان نہیں ہی اگر بالفرض کسی طریق میں واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہیں کیونکہ دو طریق اسکی تائید میں مستند ہیں علاوہ انمیں واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہی لیکن ایک جماعت نے بھی
مثل یعقوب بن ابی شیبہ وابوبکر صاغانی ودراوردی ومصعب بیری ویزید بن ہارون وغیرہم نے اسکی توثیق کی ہی جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر میں اسکی تفصیل کی ہی اور ہم نے شرح شرح وقایہ میں جسکا نام
بسعایة فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہی اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہی من شاء فلیرجع الیہ **قال البعض** شوکانی نے فوائد مجموعہ میں اس حدیث کو
موضوعات میں شمار کیا عبارت انکی یہ ہی اخرجہ الحاکم فی المستدرک قال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی فقال بل موضوع علی ابن عباد ا
ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی قال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر ضعیف وعبد اللہ بن بکیر وھو غالی فی التشیع
انتہی **اقول** اس قائل نے شاید بتابعت کسی کذاب کے ایسی تحریر کی ہی یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسے تقریر کی فوائد مجموعہ کو میں نے از اول
تا آخر لفظاً بلفظ مطالعہ کیا اسمیں اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ میں ضمن دو حدیثوں کے مکتوب ہی باب
مناقب اہل البیت میں یہ قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص فی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وھو متہم بوضعہ وقال ابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن
حبان فی الثقات وقال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک قال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی بان
عبادا ضعیفا انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہی حدیث انہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین خرج الی غزوة تبوک خلف علیا بالمدینة وقال لہ تخلفنی
مع النساء والصبیان فقال الم ان المدینة لا تصلح الا بی او بک انت منی بمنزلة ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد وقال
باطل فی اسنادہ حفص بن عمر کذاب رواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی قال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر وھو
ضعیف وعبد اللہ بن بکیر الغنوی وھو منکر الحدیث انتہی **قال البعض** اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہی جسکو شوکانی نے فتح القدیر
میں زیر آیہ کریمہ ما تحت الثری تحریر فرمایا ہی اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ صلعم سئل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمة
قیل ما تحت الظلمة قال الهواء قیل ما تحت الهواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہی کہ ما وراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہی تا اینکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہیں کیا پس اثبات وجود
آدم ونوح وابراہیم ہر طبقہ زمین میں صریح مخالف اسکے ہی **اقول** بعد تسلیم صحت سند وثبوت روایت اس حدیث کی اسمیں اور اثر مذکور میں
کچھ منافات نہیں ہی کیونکہ اثر مذکور میں خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کا ان طبقات میں ہی اور یہ حدیث انکی
تفصیل سے ساکت ہی اور ما وراء تحت الثری کا علم نہ ہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہی منافی اثبات طبقات کے نہیں ہی کیونکہ ثری ساتوں
زمین کے نیچے ہی بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون والنون علی بحر والبحر علی صخرة خضراء و
علی قرن ثور والثور علی الثری وما تحت الثری لا یعلمہ الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی نے عجائب القرآن میں تحریر کیا ہی ان الثری
التراب الندی الذی تحت التراب الیابس ومنہ قولہ تعالی وما تحت الثری والمراد الذی تحت الارض السابعة انتہی اور در منثور میں آیہ

ومن الارض مثلهن مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرة خمسمائة عام وان الارض
السابعة فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیۃ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ مین لکھتے ہین
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب الاحبار ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعة قال صخرة قیل وما تحت الصخرة قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماوراء ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہین
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف تشریح
حدیث مرفوع کے جو صحیحین مین مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ کو زمین تابع طبقہ ہذا ہی اور اونکے واسطے احکام جداگانہ نہین
اقول ایک حکم مین تبعیت سے لازم نہین کہ جملہ احکام مین تبعیت ہوجاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ زمین غاصب
کی تطویق ساتون زمین کے ساتھ روز قیامت ہوگی جیساکہ لفظ حدیث اسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
مین اور ابن حجر مکی نے زواجر مین بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت بھی
کرے تو بھی کچھ مضر نہین کیونکہ یہ تبعیت قیامت مین ہوگی اور گفتگو احکام دنیا مین ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کی جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمرو سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرة خمسمائة عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارة جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا لاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ مین سے کسی مین ہوا اور کسی مین انبار پتھر
مین بچھو اور کسی مین کبریت اور کسی مین پتھر اور کسی مین جہنم ہی اور اونمین مخلوقات مکلفین کا وجود نہین ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتھ دو وجہ کے **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
تبصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کے اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اسکی سند مین شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ کہ مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک راوی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتھ مخل صحت نہین جیساکہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواۃ اثر کے ثقات ہین کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونمین معلوم نہین ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمرو کے کہ اوسکی رواۃ مین ابو السمح دراج واقع ہی اور وہ مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب
مین ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیثہ منکر وقال ابو داود عن احمد احادیثہ مناکیر ... قال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطنی متروک انتہی اسوجہ سے محدثین اس حدیث میں مختلف ہوگئی حاکم نے اسکی حق میں صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف میں سندہ حسن تحریر کیا اور حافظ عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت انکی یہ ہے
اخرجه الحاكم وقال تفرد به ابو السمح والحديث صحيح لم يخرجاه قال الحافظ المنذري ابو السمح هو دراج وقبله عبد الله بن عياش وباقي الكلام
عليهما وفي متنه نكارة انتهى اور ذہبی نے بھی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی در منثور میں لکھتے ہیں اخرجه ابن ابي حاتم في تفسيره والحاكم وصححه
وتعقبه الذهبي فقال منكر انتهى پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس اقوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہیں
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسے امور میں جنمیں اجتہاد کو مداخلت نہیں حکم رفع کا رکھتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے
یہ کہ حدیث ابن عمرو میں کہیں نفی وجود مخلوقات نہیں ہے تا کہ مخالف اثر ابن عباس کے ہو وے پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ میں مخلوقات
وانبیاء بھی ہوں جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچھو وغیرہ بھی ہوں جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ ہمین طبقہ
میں سب قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکھتے ہیں قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی حدثنا محمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراهیم ونحو ما علی الارض من الخلق
هكذا اخرجه مختصرا واسناده صحيح انتهى پس درمیان حدیث ابن عمرو کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہیں ہے **قال
البعض** اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشارکت بیان نہیں کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہیں
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اس طرح پر کہ بغیر مقصود معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار میں ہے اما المجمل فما ازدحمت فيه المعاني واشتبه المراد به اشتباها لا يدرك بنفس العبارة بل بالرجوع الى الاستفسار ثم الطلب ثم
التامل انتهى اور وجود اسکا ما نحن فیہ میں ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات
جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں مجمل ہو جاینگے وهو خلاف الاجماع قال الله تعالى فاذكروا الله كذكركم آباءكم او اشد ذكرا وقال تعالى
ثم قست قلوبكم من بعد ذلك فهي كالحجارة او اشد قسوة وقال تعالى اولئك كالانعام بل هم اضل وقال عليه الصلوة والسلام صلوا كما رأيتموني
اصلي **قال البعض** بانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات تحتیہ میں نہیں ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں الله الذي خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن في العدد يتنزل الامر بينهن بالوحي من السماء السابعة
الى الارض السفلى انتهى اور جلال الدین محلی لکھتے ہیں ومن الارض مثلهن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینهن بین السموات والارض
ینزل به جبریل من السماء السابعة الى الارض السابعة انتهى اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ میں بھی جاتی ہے اور
یہی معنی ہیں وجود انبیاء کے طبقات تحتانیہ میں کیونکہ جسپر وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ وحی امر ونہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
وہ نبی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبھی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر میں لکھا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین میں واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی میں مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مخصوص ساتھ نبی کے ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ اجوبہ الاسئلہ میں لکھتے ہیں قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءه

الملک عن اللہ بحکم من امر او نہی او اعلام بما سیاتی نحو ہی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہے کہ ماول بوحی تدبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضی نبوت ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ تاویل بلا دلیل ہے اور جو تاویل بلا وجہ
ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکھتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
قائم یلجی الیہ فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمرو سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہے اور اثر ابن عباس
جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا مروی ہے صریح ہے وجود مکلفین مین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت لغوی و محلی مقتضی اسیکو ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کے قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بھی صاف واضح ہے کہ شبلی بھی قائل اس امر کے ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوئے
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین شارکت اسمی ہو دون مماثلت فی النبوۃ
جیسا کہ قسطلانی و سیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک او اجاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم سے اسواسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہے ایک نبی کو ساتھ
ہمارے نبی کے یہ تشبیہ نبی کی پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہے اور وہ مشبہ ہے
ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت اسمی یا ہدایت وغیرہ مین ہو تو نبی کا لفظ بے معنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ ان طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بنبوت
ہے دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ تھا ہمارے نبی کے پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بھی مستقیم ہو جاوے اور وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کی ہین اونمین نبی سے چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ مین مشبہ کی
صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کی جاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہ ہو خلاف الاجماع اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہے تو ایسے احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء طبقہ ہذا ہین ساتھ ہو سکے گا اور یہ باطل
الحاصل ظاہر سیوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اور تعدد اوادم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارات
معالم و جلالین آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** اون انبیاء کا وجود خواتم منافی منطوق
نص قطعی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد صریح نظم کلام استغراقی یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین **اقول** حاشا و کلا یہ احتمال منافی اس نص کو نہین ہو سکتے [illegible] اخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے پس ممکن ہے کہ اخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء
کے وجود کے پہلے ہوئے اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو مکمل کر چکے ہوں بعد ازان ہمارے [illegible] پیدا ہوئے [illegible] ختم نبوت
مطلقہ کیا **قال البعض** [illegible] رسالت [illegible] و اطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول منطوق

قطعیہ کا ہی یہ بین عموم مخصوص منہ مفید ساتھ کسی مان یا مکان کے ہی یا نہیں بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت میں ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت میں وہ منجملہ افراد مرسل الیہم کی ہونگی نہ رسول اس خاتم الرسل ہونا کجا اور صورت
ثالث بھی باطل ہے اسواسطے کہ خواتم مفروضہ سوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہونا افراد النبیین میں مضر اونکی خاتم ہونیکی نہیں ہے اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہے
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے اور وجود اوسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اوسکی خاتمیت اضافیہ میں کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہے یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر شق اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہے اور دعوت
آپ کی عام ہے اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہے تفصیل مقام یہ ہے
کہ تعدد خاتم کی چند صورتیں ہیں ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہے
عقلا اور نصوص بھی اسکے استحالہ پر قائم ہیں اور کوئے اسکے جواز کا قائل نہیں دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز میں شبہہ نہیں تیسرے تعدد خاتم اسطرح پر کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بھی جائز ہے بلکہ اس طبقہ میں بھی واقع ہے اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء کے ہوئے ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب طبقات و طبقات ہے یہ نہیں لازم کہ سب خاتم حقیقی ہوں تا اوسکی محال ہونیکا عقلا و نقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہوں تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اضافی ہو وہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
بھی محتمل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہوں اور ہر ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی اپنی طبقہ کے ہوں جیسا کہ اس طبقہ میں حضرت عیسی کے نسبت سابقہ خاتم الانبیاء کہی ہیں پس باوجود امکان
اس صورت کے مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کتنی کی ہی مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اہل علم کا ہے اور زیادہ تفصیل اس بحث کے
عنقریب گوش گذار ہوتی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہیں کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تمام عالم پر بزرگی دی ہی اور اس قول سے اونکی خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تھی بعض احبار یہود اور کتب بنی اسرائیل سے اخذ کرتی تھی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ
اور بعض اس سے اجتناب کرتی تھی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تھی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ فتح الباری
وغیرہ میں مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کے جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال میں تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ جیسا کہ سخاوی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں لکھتی ہیں قد منع عمر

لعلها عن التحديث بما في الكتب المتقدمة فانا لا نقر كيف او لا نتمكن يا مرضنا الفروقة واصح منه قول ابن عباس لهو وله وفي

كتابنا وقال فلا حاجة بنا الى غيرنا انتهى هكذا انتهى عن مثله ابن مسعود وغيره من الصحابة انتهى اور صحیح بخاری میں موجود ہی کہ حضرت ابن عباس کتب اسرائیلیہ سے روایت کرنیسے زجر فرماتی تہی مختصر ہی عبارت اونکی مذکور ہوگی پس احتمال اس امر کا کہ ابن عباس نے اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہی اور اس اثر سے مفضولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کسی نبی سے یا مساوات آپکے ساتھ کسی نبی کو ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہی تاکہ یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ میں مساوات طرفین شرط نہیں ہی اور نہ افضلیت مشبہ تشبیہ سے سمجہی جاتی ہی اور لفظ نبی کنبیکم سے نہیں مستفاد ہی کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مماثل آنحضرت کی یا آپسے افضل ہی بلکہ اسیقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مشابہ آنحضرت کی ہی اور مشابہت میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہوسکتا ہی کہ ہر طبقہ کا نبی جو خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کی مجرد ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختمونمیں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ کیا تقریر مضحکہ ہر صغیر وکبیر ہی اسقدر بہی معلوم نہیں کہ کلمہ نبیکم سے یہ کب مفہوم ہوتا ہی کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا ہذا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہی کہ یہ فقط زید کا بہائی ہی اور کسی کا بہائی نہیں اور یہ کلمہ صحابہ میں شائع وذائع تہا صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہی من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہولاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا الرجل المتخلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور بہی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہی قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بہی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہی قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر قد تفشغ بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرۃ فقال ابن عباس سنۃ نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں ابن عباس سے مروی ہی قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیات الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنن نبیکم ولا تقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکہتے ہیں روی اسمعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر وابن مسعود وابن عباس ومعاذ وانس اسکے ساتہ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں ذکر موسی کا نہیں ہی اس سے لازم آتی ہی تفضیل مفضول اور اگر قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک ذکر موسی کے یہ ہوسکتی ہی کہ بزعم یہود مماثل موسی کے کوئی نہیں ورنہ یہ کب ہوسکتا ہی کہ آنحضرت کے چہ مثل موجود ہوں اور مثل موسی کا ایک بہی نہو پس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہی قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا اسناده صحیح اور کلمہ علی الارض کا عام ہے پس معلوم ہوا کہ مثل سبھی بھی ان طبقات میں
ہوگا اور نبی کہنا کہ عیسیٰ کعیسی یا نوح کنوح سے یہ نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کے جمیع صفات
کمالیہ میں تھے تا نہ ذکر کرنا سبھی کا دلالت کرے کہ یہ قول یہود کا ہے بلکہ مستفید عموم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مانند
ان انبیاء کے تھے اگرچہ مشابہت بعض صفات میں ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہے کیونکہ
حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کے باطل ہے **اقول** یہ حدیث اگر مثبت امر
اس کے ہو کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی آنحضرت کے زمانہ میں صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تھا تو البتہ مخالف ہوگی حال آنکہ
یہ امر اوس سے مستفاد نہیں پس جائز ہے کہ اواخر سلاسل تحتانیہ آنحضرت کے زمانہ کے قبل ہو گئے ہوں یا آنحضرت کے زمانے میں کے متبع
شریعت محمدیہ کے ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کے یا زمانے میں آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہے چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کے لکھتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسی وخضر والیاس فلا ینافض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں استدل بعضہم علی حیات الخضر بقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن حزم القول فی ذلک وتعقب هو
بعیسی فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہے کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہیں اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات جدا جدا ہیں پس یہ اثر باطل ہے **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علماء ہیئت کا ہے اور وہ مردود ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں انفصال پر جامع ترمذی میں ابو ہریرہ سے
مروی ہے قال بینا جلوس مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی اہل بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخری
بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسی طرح روایت کیا ہے اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے اور یہی ہے مقتضا ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہے اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو برس کی راہ ہے اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوئے اونکو یہ حدیثیں نہیں
پہونچیں ورنہ کبھی ایسی بات نہ کہتے پس قول اونکا مردود ہے اور صحیح وہی ہے جو احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مصرح
ہے پس قول مردود کو اختیار کر کے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال جرأت نفسانی ہے اور بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہوں اور ایک دوسرے کے نیچے ہو تو طبقات تحتانیہ میں آفتاب وماہتاب کی روشنی کیونکر پہونچتی
ہوگی اور ہمیشہ وہاں تاریکی رہتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علماء امت طبقات کی کیفیت میں مختلف ہیں

بعضے کہتے ہین کہ ہر طبقہ زمین کا کروی ہی اس صورت مین البتہ ارباب طبقات تحتانیہ آسمان و ماہتاب و آفتاب دیکھتے ہونگے
لیکن ہر طبقہ مین حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کر دی ہی کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ زمین
کے طبقات کروی نہین ہین اس صورت مین اسی ماہتاب و آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ مین پہونچتی ہی حاشیہ سلیمان جمل حاشیہ
تفسیر جلالین مین لکھتے ہین فی مشاہدتہم السماء و استمدادہم الضوء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم
ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ الثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء
یشاہدونہ قال ابن عادل و ہذا قول من جعل الارض کریۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم
آتا ہی کہ اس طبقہ مین دو آدم ہون اسلیے کہ عموم کل ارض شامل اس ارض کو بھی ہی پس چاہیے کہ اس ارض مین ایک آدم مثل
آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہی پس حدیث مذکور باطل ہی **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہی طبقات تحتانیہ سے اور یہ طبقہ
کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہی جیسے عموم ان اللہ علی کل شیء قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شیء مین داخل ہی خارج ہی بدلالت
عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کے ہی کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات
ہین **اقول** بلاشک و ریب آنحضرت کے ذات افضل المخلوقات ہی لیکن اس حدیث سے کب اوسکے خلاف ثابت ہوتا ہی کہ اوسکا بطلان
لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ نبی کنبیکم مین جملہ صفات کمالیہ محمدیہ مین نہین ہی الی ہہنا تم الکلام علی من فرط و افرط باتباع الہوی
ذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ و ہو اعلم بمن اہتدی **اب** صاحب کشف الالتباس کے شبہات کا جواب دیتا ہون
اور اونکی خدشات کو مرتفع کرتا ہون **قال** الالتباس رسالہ مین ایک فتوی اثبات وجود انبیاء و غیرہ ہر طبقہ زمین مین
اور نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم بنسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب ابو الحسنات **محمد عبد الحی**
لکھنوی کے دیکھا گیا اوس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے امور مذکورہ کا دعوی صرف باعتبار اس کے کیا ہی کہ اثر ابن عباس تفسیر
آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال ابن عباس وارد ہی اوسکو محدثین نے صحیح کیا ہی لاجرم بظاہر اثر مذکور سے ثابت ہوا کہ
جس طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ مین ہین اسی طرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہی لیکن
خاتم مثل اس خاتم کے نہین ہی **اقول** نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنسبت اہل دیگر طبقات
طرف جواب فقیر کے افترا محض ہی کیونکہ اوسمین یہ مضمون نہین ہی بلکہ خلاصہ جواب سابق کا اسیقدر ہی کہ اثر مذکور صحیح ہی اور اوس سے
طبقات باقیہ مین سلسلہ اولاد آدم و خواتم کا ہونا ثابت ہی لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہین ہین اس سے یہ کہان ثابت ہوا
کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتھ اس طبقہ کے ہی اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہوا اور ہر سلسلہ
کے واسطے ایک آخر ضرور ہی بنا بر علیہ مین نے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کہ معنی اسکے یہ ہین کہ بعثت نبویہ انہی
طبقہ کے خاص ہے اور ہر ہر طبقہ مین یہان سے آخر الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ ایسی کسی دلیل سے ثابت نہین ہوا وہ یہ
راقم عفی عنہ ہر گز قائل نہین جو میری طرف اس کو نسبت کرے وہ مفتری ہی **قال** ماحصل قصہ مین ابہام واقع ہی کہ اثر مذکور
بقاعدہ اصول حدیث صحیح اور مفید اثبات وجود انبیاء و خواتم طبقات زمین مین صحیح ہی اور ہمارا دعوی [illegible]

ہو سکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے عن شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ ہر طبقہ زمین میں انسان والبہائم و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں ہیں اور ہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں ہے وہ بظاہر مخالف اس اثر
کے ہے **اقول** بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار ان اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی ہے اور کہا بیہقی نے اسنادہ صحیح ہے
مگر نہایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کی قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور قول بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو ما لیس له الا اسناد واحد شذ به شیخ ثقة او غیر ثقة فما کان من غیر ثقة فمتروک
وما کان عن ثقة فیتوقف فیه ولا یحتج به **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کی قابل احتجاج کے نہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض میں سے نہیں ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط اور مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اوسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ و اوثق کی اس صورت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اوسکی مقبول اور شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب رواۃ حسن میں ہو حدیث اوسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور ایکا قلم ابن ابی شریف سے نقل کیا اسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کی نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کی مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفة الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقة ما لا یروی غیره انما
الشاذ ان یروی الثقة حدیثا یخالف ما روی الناس حکاه ابو یعلی الخلیلی عن جماعة من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد به ثقة من الثقات ولیس له اصل متابع لذلک الثقة فلم یشترط الحاکم فیه مخالفة الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیه
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس له الا اسناد واحد یشذ بذلک ثقة کان او غیر ثقة فما کان غیر ثقة فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقة یتوقف فیه ولا یحتج به فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقة بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحة فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیه بالشذوذ فلا اشکال فی انه شاذ غیر مقبول واما ما حکینا
عن غیره فیشکل بما یتفرد به العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات وافصح من ذلک فی ذلک حدیث عبد الله بن دینار

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن بيع الولاء وهبته تفرد به عبد الله بن دينار وحديث مالك عن الزهري
عن انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم دخل مكة وعلى راسه المغفر تفرد به مالك عن الزهري فكل هذه مخرجة في الصحيحين
مع انه ليس لها الا اسناد واحد تفرد به الثقة وقد قال مسلم للزهري نحو تسعين حرفا يرويه عن النبي صلى الله عليه وسلم لا يشاركه
فيه احد باسانيد جياد قال فهذا الذي ذكرناه وغيره من مذاهب ائمة الحديث يبين لك انه ليس الامر في ذلك على الاطلاق
الذي اتى به الخليلي والحاكم بل الامر في ذلك على تفصيل نبينه فنقول اذا انفرد الراوي بشيء نظر فيه فان كان مخالفا لما رواه
من هو اولى منه بالحفظ لذلك واضبط كان ما انفرد به شاذا مردودا وان لم يكن فيه مخالفة لما رواه غيره وانما هو امر رواه
هو ولم يروه غيره فينظر في هذا الراوي المنفرد فان كان عدلا حافظا موثوقا باتقانه وضبطه قبل ما انفرد به ولم يقدح الانفراد فيه وان لم يكن ممن
يوثق بحفظه واتقانه لذلك الذي انفرد به كان انفراده به خارما له مزحزحا له عن حيز الصحيح ثم هو بعد ذلك دائر بين مراتب متفاوتة
فان كان المنفرد به غير بعيد من درجة الحافظ الضابط المقبول تفرده استحسنا حديثه وان كان بعيدا من ذلك رددنا ما انفرد
به وكان من قبيل الشاذ المنكر انتهى آه وقاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن نفیس اور قاضی
الکریم بن عبد الرحمن اسعاف النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں استقر او سوا استعمال المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی تو ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ اخرج میں علت شذوذ مجہولہ تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحی ہے نہ مخالفت ثقات دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود بھی ہوتی تو بھی آپکا وجہ
حکم شذوذ کی حکم صحت کا دینا کیونکہ صحت مصطلحہ اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگرچہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جسمیں رائے و اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم واہوال یوم القیامۃ وانما کان لہ حکم المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ اذ لا مجال للاجتہاد فیہ لا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہوا کہ جو بعض علماء نے
اپنے رسائل میں تحریر کرتے ہیں فقط تفسیر صحابی جو متعلق ہے شان نزول کے ساتھ وہ حکم مرفوع میں ہے نہ اسکے سوا غلط ہے اور اسیطرح حافظ عراقی
نے شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی نے شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی نے محصول میں اور ابن عبد البر نے شرح موطا میں
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہو گا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

آوے گا دیکھو آگے یعنی یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ حدیث
میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اسی کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت انکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو الظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ ومن الادلۃ للاظہر ان ابا ہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب انت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک لہ فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان ابا ہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقییدہ الحکم بالرفع بصدورہ ممن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ الیہ لہذا التقیید ملتقی وفی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا الی ذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالصحیفۃ الصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ وکونہ فی تعالیم الشریعۃ المحمدیۃ فحاشاہم من ذلک انتہی اور اسیکو شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیۃ العراقی میں اختیار کیا عبارت انکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا یقال من قبل الرای ان
لا یکون للاجتہاد فیہ مجال حکم الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل میں جب تک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کے وارد نہ ہووے حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس ما نحن فیہ یعنی قول
ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ کے سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہے حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس ان صحابہ میں ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور انسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیأتی تفصیلہ عنقریب
فائدہ بعض ناظرین کہتے ہیں کہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں اسوجہ سے مقبول نہوگا اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول وقول صحابی وقول تابعی سے جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں وقال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اسکی بیچ شرح
رسالۃ السید الشریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ **قال** سوم یہ کہ تنہا تصحیح حاکم کی
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ میں لکھا ہے کہ بسیار از احادیث ہست کہ حاکم حکم بصحت آن نمودہ و مشتمل احادیث
ضعیفہ بلکہ موضوعہ اند لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی را کہ بتصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و
تلخیصات مرا نہ بیند **اقول** تنہا تصحیح حاکم کا نہ معتبر ہونا اس مقام پر کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسنادہ میں
حاکم کی کی ہے اور ذہبی نے خود بھی تعقبات حاکم کی کر کے اس اثر کو مختصر میں علی شرط البخاری ومسلم اور مطول میں حسن الاسناد کہا ہے جیسا کہ اوپر گذرا

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعۃ ارضی ہست کہ شیخ اکبر و ارباب آن در فتوحات
ذکر کردہ اند و این ارض مخلوق ست از قدر بقیہ خمیر طین کہ باقی ماندہ از طینی کہ آدم ازان مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بر صورتہای ... از ابن عباس منقول ہست کہ دران مثل این خلق ست تا اینکہ مثل ابن عباس ست شیخ اکبر گفتہ کہ این
روایت صادق ست نزد اہل کشف انتہی **قال** چوتھی یہ کہ قوت اس اثر کی جو اوسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر بھی چلی جاتی ہے انتہی **اقول** حدیث منکر مطلقاً مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچوین یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسی احادیث ہیں کہ اوسکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکی متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث سے مانع ہے اور یہ اثر باعث شذوذ و عدم متابعت کے اسیطرح ہے
اسیواسطے قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے ففیہ انہ لا یلزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علۃ تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایۃ ہذا وہو
ان صح نقلہ عن ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسیطرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراۃ او اخذ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبۃ وذلک واشالہ اذا لم یخبر بہ معصوم وصح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ انتہی لفظ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھ لیجیے کہ
سخاوی و قسطلانی اور صاحب بدایہ صحت اس حدیث کے قائل نہیں ہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علۃ ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلۃ
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اس اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم پر بغیر تعقیب اونکی کلام سے مقبول ہوتی نہیں اسنادہ حسن پر قصر فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہو گئے **دوم** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کردیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی و ابن حجر وغیرہ اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم لابی
الضحی متابعا علیہ انتہی لیکن شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں ہے اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ سے تفرد ثقہ ہے بطور مجاز
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ یعنی مخالفت اوثق واقع ہے چنانچہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی کے

تحت قول مولف کی من غیر شذوذ و لا علۃ جو تعریف صحیح میں واقع ہی لکھتی ہیں قیل لم یفصح بمرادہ من الشذوذ ہہنا و قد ذکر فی
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ و تفرد الثقۃ مطلقا و تفرد الراوی مطلقا و رد الاخیرین فالظاہر انہ اراد ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں لکھتے ہیں انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی
روایتہ من ہو ارجح منہ عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ جو بمعنی ضعف کا کرنا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون میں اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں واقع ہوا ہی مخدوش
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ ما نحن فیہ میں شذوذ بطریق مخالفت راوی اوثق کی نہیں ہی بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کر دی اور قادح صحت حدیث میں شذوذ اول ہی نہ ثانی سوم
یہ کہ حضرت مولوی جو مقاصد حسنہ کی عبارت نقل کی اوسکا کہیں نشان نسخ مقاصد میں نہیں ہی ملک فقیر میں جو نسخہ بطور تبرک
دیا رعرب سے آیا نہایت عمدہ و صحیح ہی مصنف کے روبرو اول تا آخر اونکی طلبہ نے پڑھا ہی اور اوسپر جابجا مصنف کا خط موجود ہی اوس
نسخہ میں کہیں اس حدیث کا ذکر ہی نہیں ہی چہ جائے کہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہوں نے بتاریخ ۲۹ شعبان سنہ ان میں جب اس شہر میں وہ تشریف
لائے تھے مجھے اپنا نسخہ دکھایا او میں عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدو الخلق من الاسحار و الصفات لہ
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموات و من الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
و آدم کآدمکم و نوح کنوح و ابراہیم کابراہیم و عیسی کعیسی و فی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم قال ابن کثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم فہو محمول ان صح نقلہ عنہ ای عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات و ذلک امثالہ اذا لم یخبر بہ و یصح سندہ الی معصوم فہو مردود علی قائلہ انتہت و ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب اللہ آباد
سے لائے اوسمیں بھی عبارت یہی ہی زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرۃ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح عن ابن عباس و ہو شاذ بمرۃ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت میں کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہیں ہی تا وہ کا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن
کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب میں معتبر نہیں اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں قال محشی یہ
کہ محققین اہل تفسیر حدیث کو نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قال السخاوی و ابن کثیر و نقلہ القسطلانی عن ابن کثیر
اقول مفسرین میں سے کسی نے یہ احتمال نہیں پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین میں سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہیں کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہی دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کر کے کسی امر کو بیان کرتا ہو اور بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ سمجھنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب سے جب کچھ سنو تو انکو خبرین اوسکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجھتے تھے پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتا سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں نقل الصحابہ عن اہل الکتاب اقل من
نقل التابعین مع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب و قد نہوا عن تصدیقہم انتہی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستقبح سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن کتبہم وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا اولا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے عقل نہیں تجویز کرتی ہے کہ
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کریں قال ساتویں یہ کہ بر تقدیر قبول اثر تسلیم ثبوت اس کے اہل علم نے حدیث کی تاویل ایسے
اثر کی اس طرح کی ہے کہ ان طبقات زمین میں مقتدا اور پیشوا ہیں جو یہاں آدم اور ابراہیم اور عیسیٰ اور محمد مشہور ہیں اور درحقیقت
وہ لوگ رسل رسل یعنی پیغامبر انبیاء ہیں کہ جن کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی ارشاد الساری
میں لکھا ہے وعلی التقدیر ثبوتہ یعنی ایسے اثر کے ثبوت کی تقدیر پر یعنی یسمی بہذہ الاسماء ہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہیں ہے کہ اس اثر ابن عباس میں علما کے تین مسلک ہیں **مسلک اول** کہ اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال کی
جو برزخ ہے درمیان عالم غیب اور عالم شہادت کے اور یہی مسلک صوفیہ کا ہے چنانچہ شیخ محی الدین بن محمد عربی مالکی اپنی فتوحات
فی احوال الارض النفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیۃ ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون جعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیۃ فضلت من خمیرۃ طینتہ فضلۃ خلق منہا النخلۃ فہی اخت لآدم وہی لنا عمۃ وسماہا الشرع عمۃ وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبۃ دون سائر النبات وفضل من الطینۃ بعد خلق النخلۃ قدر السمسمۃ فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلۃ
ارضا واسعۃ الفضاء وخلق اللہ من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہم العارف یشاہد نفسہ فیہم واشار الی مثل ذلک
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبۃ بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من السبع الارضین خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصدقت ہذہ الروایۃ عند اہل الکشف انتہی وحرر سیاق الطلامۃ فی ذکر المقربین والعلما من ہو العلم الاحادیث
الدالۃ علی المثال کثیرۃ جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان ابن عباس مثلی انتہی **دوسرا مسلک** تاویل ہے کہ طبقات زمین میں ایک ایک مقتدا اور ہادی تھا کہ ہر ایک
نبی اس طبقہ میں احکام کو پہنچاتی اپنی قوم میں پہنچاتا تھا اور وہ یاد ان کے نبی کی رکھتا تھا جیسا کہ سابقا گذرا آدم کے عہد میں ایک
ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے وہ احکام ماخوذ کر کے اپنی طائفہ کو سناتا تھا اور وہ باسم آدم تھا اور یہی مراد آدم کا و کم ہی ہے علی ہذا القیاس
ابراہیم کا ابراہیم عیسیٰ کا عیسیٰ اور ایسا ہی سب کا انتہا کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اس کو ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال ذکر کی ہے عبارت شریفہ کی بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے محتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یاول ذکر کیا چنانچہ الاتقان یا الفتوحات میں لکھتے ہیں قال السیوطی یمکن ان یاول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی یبلغ عنہ ہذا کلام [illegible]

كان لنبينا صلى الله عليه وعلى آله وسلم رسول من الجن اسمه كاسمه لعل المراد اسمه المشهور وهو محمد فليتامل انتهى تلبيس مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر ہر طبقہ میں وہاں کی سکان پر انبیاء مبعوث ہوئی اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھی مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط رسل وسفیر ہوں درمیان بیان کی رسل کے اور وہاں کی سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نے آکام المرجان
فی احکام الجان میں عبارت انکی باب سادس وعشرین میں یہ ہی جمہور العلماء خلفا وسلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ھل کان فیھم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلا من الانس
ورسلا من الجن وقال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتة قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءھم انبیاء منھم قلت ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذھبی اسنادہ حسن قلت لہ شاہد قال الحاکم
حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذھبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمة انتہی ملخصا
اب سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال وطریق کشف ہی بحث سی خارج ہی اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہی لفظ
نبی کنبیکم کو اسوجہ سے کہ یہ لفظ دال ہی اس امر پر کہ ہر طبقہ میں ایک ذات موصوف بالنبوة ہی اور وہ شبیہ ساتھ نبی ہمارے کی ہے
اور ارباب اس مسلک نے کوئی نبی حقیقة کسی طبقہ میں کسی زمانے میں تجویز نہیں کیا بلکہ ایک ایک سفیر ہر نبی کی طرف سے تجویز
کیا علاوہ ازین آدم کآدمکم میں تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور ہدایت پر حمل کرنا خلاف معقول ہی اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹھویں کہ خصوص بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ علی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن و انس و اہل طبقات ارض کے شامل
ہی عرش اعلی سی فرش سفلی تک جو عالم ہی وہ بعثت آنحضرت میں داخل ہی پس اسلیے تخصیص نصوص قطعیہ کی حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہی نہ اثر شاذ موقوف کی اعتبار اقول اصل مقصود یہ ہی کہ اثر مذکور سے بقدر صاف معلوم ہوتا ہی کہ جسطرح سلسلہ
نبوت اس طبقہ میں اسلیے ہے کہ انسان طبقہ ہذا کی تیار ہوا اسی طرح ہر ہر طبقہ میں سلسلہ نبوت اسلیے ہوا ہے کہ وہاں کی سکان کی تیار ہوا
اور چونکہ لاتناہی سلسلہ کے باطل ہی لاجرم ہی کہ ہر طبقہ میں ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدء و منتہی میں ساتھ اس طبقہ کے سلسلہ کے
تھی یا مثلو یہ کہ آدم کے زمانہ میں آدم اور نوح کے زمانے میں نوح اور خاتم الانبیاء کے زمانے میں خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدء اس سلسلہ کے
مختتم ہو گئی یا مبدء میں معیت زمانی ہوئی اور اختتام اوسکا قبل اختتام سلسلہ کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدء اور منتہی دونوں میں
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی میں معیت ہوئی اور مبدء میں تقدم یا تاخر ہو ایسے ہی اور مثال اسکی احتمالات عقلیہ ہیں اور چونکہ اثر
مذکور میں کسی ایک احتمال سی ساکت ہی اور تعیین کسی دلیل و نص سے ثابت نہیں ہی لہذا ہم بھی سکوت کرتے ہیں لیکن یہ تو بیک نصوص علماء

مثل لیکون للعالمین نذیرا اور ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو صاف عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی مخصص انکا معتد بہ معلوم نہیں ہوتا یہ امر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے اور یہی نصوص سے مثل حدیث لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین سے کوئی نبی آنحضرت کا معاصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علی نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام بقید حیات ہیں مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسیٰ جب نزول فرماوینگے متبع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنی رسالہ اعلام فی حکم عیسیٰ علیہ السلام میں سبکی سے نقل کرکے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لم یأت من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک فی ذلک من التنویہ بالنبی وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء واممہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ موقوف علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک لہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ شیء وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ او فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہی نصوص قطعیہ سے مثل ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا پس ان وجوہ کی ہم کہتے ہیں کہ آخر سلاسل باقیہ صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہوسکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ہوا ہوگا یا معاصر بر تقدیر اول آنحضرت کی خاتم حقیقی ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ دعوت اسلام خاص ساتھ اس طبقہ کی ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ میں ان کی ہی دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے بدون تخصیص کسی مکان یا زمان کے کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان جو معاصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہوئے وہ مکلف و ممیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو ان پر کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں اور اگر مکلف تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین اور خلق کا اقتضاء ہے اور تخصیص اس کی ساتھ خلق اور سکان اس طبقہ کے اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی جرأت تخصیص پر نہیں ہوسکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنے رسالہ احوال قیامت میں جو مسمی بفتح الرحمن ہے اس امر کی تصریح کی ہے کہ خاتم الرسل کے بعد نہیں کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہوسکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ مامور ساتھ اسی شریعت کی ہوگا عبارت انکی یہ ہے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان وے ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وے ولی نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودہ اند لا یکون معہ واما حکم خاتم رسالت این حکم نیست زیرا کہ بودن آنہ

احوال قیامت مسمی بفتح الرحمن بحر العلوم

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع است زیرا کہ مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی برو واجب فرض
است و سرش آنکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت بسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل است کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت محمد ضرور است و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت است و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی انتصابیں۔ تقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد رکھنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کی
بہ نسبت رسول اور مکمل قصر نبوت ہونگے یعنی خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تقدیر حقیقی ہوگا اور بعثت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا بہ نسبت اپنے طبقہ کے نہ بہ نسبت جملہ طبقات کے احتمال مقصود نہیں کیونکہ یہ تشبیہ آخر ایک طبقہ کو ساتھ خاتم جملہ طبقات
کے ہو اور ختم میں ہیچ ختم حقیقی ہو ورنہ مماثلت صدق آتی تسلیم ہیں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر کو
کہ نام اس کا یوسف ہے شاذ اور مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلط ہے بلکہ یہ قول ابن عباس ہے جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدا عن ابن عباس ان الجن قتلوا
نبیا لہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکھتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علما محققین نے نقل اس کو
شاذ لکھا ہے سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں اشد من کل شی غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہے کہ جن میں بھی انبیاء ہوئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہے اور ظاہر
قرآن و احادیث بھی اسی مذہب کے موافق ہے اور تاویل جو جمہور کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہے اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص سے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عصر خاتم الانبیاء میں ہے لیکن بعد عصر خاتم الانبیاء میں وہ بھی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مبسوط ہے **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا طبقات ہفت زمین
میں محقق ہے بنا برعلیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیاء مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کی صنف سے ہیں اور انہیں کی جنس سے ہونگے جیسے ہمارے خاتم الانبیاء ہماری جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کے بنص قطعی و اجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہے کہ آخر انبیاء جن بھی جن ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر ان پر بھی اور انکی قوم پر مبعوث ہونگے پس خاتم ہونا جنس جن کے بر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظ نبی
کنیکم سے مستفاد ہو منافی نص عموم بعثت و اجماع کے نہیں ہے **قال** اور عجب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے بحوالہ فتح الباری
نقل کیا کہ فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض الخ اور اس سے یہ ثابت ہے کہ طبقات زمین میں جن و انس و دواب وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس اثر مجیب کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اھ

یہ امر آدم کا دلکم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھ سکان مخالف اس صنف کے ہوں اور کچھ موافق سکان اس طبقے کے پس دونوں اثر میں تعارض نہیں **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہور سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکے جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتواں طبقہ زمین کا مسکن ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لا محالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا نسبت سکان ساتویں طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہیں اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان آنحضرت کے خاتم انبیاء جن کے انہیں کی صنف سے کسیطرح کی منافات نہیں ہے کما مر ارا **قال** اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی بدائع الدہور کی شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد کرتے ہیں تحقیق زمین سات ہیں جیسا آسمان اور اونمیں باشندگان ہیں اللہ جانتا ہے اونکو الغرض نقل مجیب تعین و عدم تعین جنس عوالم و اوادم زمین میں مختلف ہے **اقول** تعین یا عدم تعین کا علی سبیل التعیین عوض تھا تا اختلاف نقول مضر ہو اصل غرض اثبات صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تھی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ میں عبارات مختلف تہیں بعضی تو تعیین پر دلالت کرتی تہیں اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونوں قسم کی عبارت تبرعا نقل کردی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہیں بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہیں اسواسطے نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بتلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی نے اوسکا تعقب کرکے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنے سے اس حدیث کے جواب میں کسی امر کا اثبات نہیں تا کہ ضعف و نکارت اوسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہے تفصیل اور تکمیل و مثلہ تکمیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ میں یہ عبارت نہیں ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** اور وہب بن منبہ اہل کتاب سے تہا غالب اونسے یہ کہا فی اسرائیلیات سے اخذ کیا جو اول موافق قرار داد علمائے محققین کے قصص تفاسیر اہل کتاب حجت نہیں **اقول** وہب کو اہل کتاب سے شمار کرنا کمال جرات ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تہے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تہے لیکن اخذ کرنا کسکا کتب متقدمہ سے شے دیگر اور اوسکا اہل کتاب سے ہونا شے دیگر ہے مناقب و مدائح اور نسب وہب کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہوں نووی

تہذیب الاسماء واللغات میں کہتے ہیں وہب بن منبہ الصنعانی الابناوی الیمانی تابعی جلیل مشہور بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ وابن عباس وابن عمرو وابا سعید وابا ہریرۃ والنعمان ... اتفقوا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی کتاب العبر باخبار من غبر وقائع سنہ ۱۱۴ میں کہتے ہیں فیہا توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین وقصصہم بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور یافعی مرآۃ الجنان میں لکھتے ہیں فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام العلامۃ حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ اثنین وتسعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ وکان اکبر من وہب وہو معدود من جملۃ الابناء وہم الفرس لما ... انتہی ... الاولاد ... ولادہم ... الابناء انتہی ملخصا اور بدائع الدہور میں تفصیل سکان طبقات کی

وہب کی ہی وہ اگر بسبب اسکے کہ وہب اکثر کتب متقدمہ سے اخذ کرتے تھے اور انمین اکثر اہل کتاب نے تحریف و تغییر کی ہی تصدیق نہ کیجاوے تو اوسکی
تکذیب بھی نہین چاہیے اور علم تفصیلے کو حق جلشانہ پر محول کرنا چاہیے قال مجیب صاحب نے وجود امثال آدم و انبیا و خواتم کا ہر طبقہ زمین
مین حدیث سے ثابت کیا ہی اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور حال اثر مذکور کا معلوم ہوچکا کہ بہت وجہ سے قابل استدلال
نہین اقول کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہوگئی کہ کوئی اونمین سے قابل اعتنا نہین انصاف درکار ہی قال دوسری حدیث کہ حق تعالی
نے فرمایا انما انت منذر ولکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح اور مسلم ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
کو شامل باشندگان ہفت زمین ہو اقول اسکا بقاعدہ واضح ہوچکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی وجود امثال و خواتم ممکن ہی قال
قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہی کیونکہ ہاد کے معنی ہنما جو آیت مین مذکور ہی مراد اوس سے خاص پیغمبر نہین اور
مفسرین نے بھی معنی منذر کے عام قرار دیے ہین پیغمبر یا واسطہ اور مبلغ از جانب پیغمبر ہو اقول اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیا
ہر طبقات باقیہ مین کیا ہی تا یہ ایراد سپر وارد ہو کہ مراد ہادی سے مطلق راہنما ہی نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کو دیکھیے بعد ازان مبلا
مناظرہ مین آئیے مین نے اس آیت سے فقط وجود راہنما ہر طبقہ مین بسبب اسکے کہ کوئی مخلوق منیر الیہ جل شانہ کی مہمل نہین چھوڑی گئی ثابت کیا
اور بعد اسکے عبارت تفسیر جلالین ہی کہ دال ہی اوپر جانے وحی الہی کی طبقات تحتانیہ مین نقل کرکے وجود انبیا ثابت کیا قال اس تفسیر مین مجیب صاحب
کی یہ ہی کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی ثابت ہی کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ مین بھی وحی کیجاتے تھے لیکن کلام محلی اور اسکی تفسیر اس آیت شریفہ
مین کوئی ہی جماعہ مفسرین کی تفسیر سے خلاف ہی کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہین لکھی اسواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین مین
لکھا ہی لم نجد لغیرہ من المفسرین و غایتہ من نسبۃ الامر بالوحی قال فی تفسیرہ لہ بینہن ای بین الارض العلیا التی ہی ولاہا و بین السماء السابقۃ انتہی
اعلاما اقول وجود اس کا کہ کسی مفسر نے سواے محلی کے ایسی تفسیر نہین کی علت تتبع او قصر نظر پر دلالت کرتا ہی اور نہ پانا ملا علی قاری کا
اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام مین دلالت اوسکی عدم واقعی پر نہین کرتا ہی فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود و من حفظ حجۃ علی
من لم یحفظ دیکھو محی السنہ بغوی صاحب مصابیح و شرح السنہ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر محتاج بیان نہین و غیرہ مین بشرح و بسط مذکور ہی اپنی تفسیر معالم التنزیل
مین اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہین جیسا کہ سابقا مذکور ہوچکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین سے ایسی تفسیر کی ہی فائدہ مخفی نرہی کہ
کہ بعض ارباب افتا نے اپنے جواب مین عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت مین واقع ہی سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ غلط ہی کیونکہ
تفسیر جلالین مجموعہ دو جلال کی تصنیف کا ہی سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہی اور سورہ [illegible] سے تا آخر
قرآن جلال محلی کی تصنیف ہی جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ مین مصرح ہی پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق مین واقع ہی محلی
کی ہی نہ سیوطی کی اعلاھم چونکہ میری تحریر سابق مین تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہی بعض حضرات نے اوس سے اس امر کا گمان کیا
کہ مین تعدد خاتم حقیقی و تخصیص خصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہون چنانچہ ماہ رمضان سنہ ١٣١٩ ہجری مین مجکو محمد عبد الغفار صاحب
ملازم مطبع نظامی نے بوساطت حافظ محمد ابراہیم خان صاحب ایک رسالہ تحریر کا بھیجا اور اوسمین الزام تخصیص بعثت محمدی
و تعدد خواتم و اجمال و قفہ حدیث کا ذکر درج کیا ہی [illegible] لکھکر اونکی خدمت مین
گرو یا اور اسمین خوب تصحیح کردی کہ مین تعدد [illegible] اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کے قائل ہون [illegible] خصوص بعثت [illegible]